رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

الحکم

چھپاوٹ امرت

مشتمل ہے کلمات حکمت کلمائی خدا سے

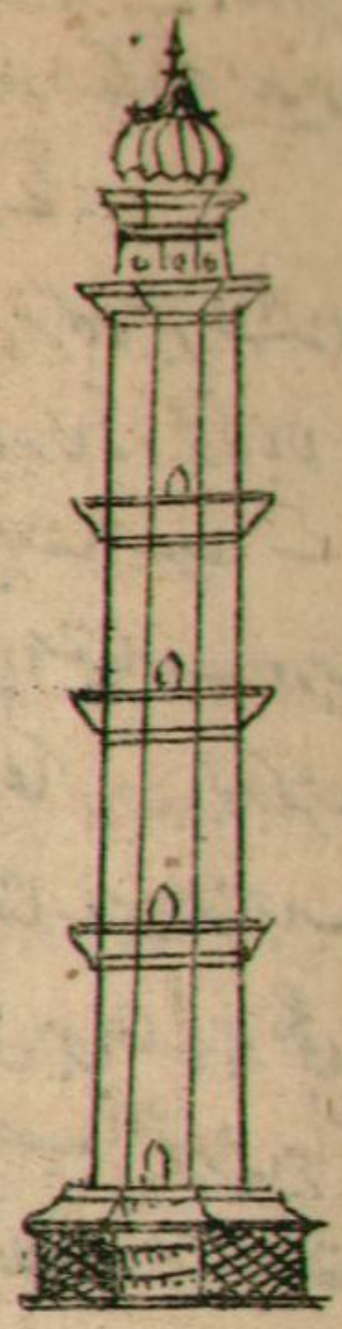

Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی۔ تراب احمدی

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان ۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۲

الحکم کا التوا

۷۔ جون کا پرچہ نکل چکنے کے بعد آج پھر ۲۱۔ اکتوبر کو الحکم شائع ہوتا ہے۔ گویا الحکم اپنے مخلصین سے ساڑھے چار ماہ تک غائب رہا ؛

الحکم کے راستے میں عظیم الشان مشکلات ہیں۔ ابھی وہ دور نہیں ہوئیں۔ اس ساڑھے چار ماہ کے عرصہ میں ایڈیٹر صاحب الحکم سلسلہ کے ضروری کاموں کے لئے سفر پر رہے۔ خاکسار بھی حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے ساتھ سفر مالابار پر رہا۔ ادھر تو ہم میں سے کوئی موجود نہ تھا۔ دوسری طرف ملازمین کی تخلیف اور قلت باوجود بہت کوشش اور محنت کے کاتب اب تک نہیں ملا۔ جو ملا اس نے روپے منگوا کر واپس کر دیئے۔ غرض مشکلات کا دروازہ بدستور کھلا ہے مگر الحکم ہمیشہ باوجود بار بار گرنے کے پھر اٹھتا ہے۔ میری ساری کوشش اس امر کی طرف لگی ہوئی ہے کہ اب الحکم بالکل باقاعدہ نکلتا رہے۔ وباللہ التوفیق

محمود احمد

سلسلہ تاریخ احمدیہ

مالابار میں احمدیت

ناظرین یہ سنکر بہت خوش ہونگے کہ میں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ قلمبند کرلیا ہے یعنی وہ تاریخی واقعات جو علاقہ مالابار کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور جسمیں ان امور کا بالتشریح ذکر ہے۔ کہ وہاں احمدیت کس طرح پھیلی اور وہاں احمدیوں کو کس قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ سلسلہ کی رَو کو روکنے کے لئے کیا کچھ کارروائیاں کی گئیں۔ غالباً دردبھری داستان ہے۔ جو کہ جلسہ سے پہلے کتابی صورت میں چھپکر شائع ہو جائیگی ؛

اسکے بعد میں نے عزم کیا ہے کہ سلسلہ کی اخباروں رسالوں سے تمام تاریخی واقعات ایک جگہ جمع کر دوں تاکہ بعد میں تاریخ لکھنے والوں کو آسانی رہے سالانہ جلسہ کے بعد یہ کام شروع کر دونگا۔ وباللہ التوفیق

احباب دفتر الحکم کے پتہ پر درخواستیں روانہ کریں۔

نیازمند۔ شیخ محمود احمد

(انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر طبع ہو کر شائع ہوا)

مسٹر ساگر چند بیرسٹر مبلغ اسلام اور چھ یورپین زبانوں کا عالم نومسلم

الحمد للہ کہ صداقت اسلام اپنے روحانی تاثیرات کے ساتھ مغربی و مشرقی دنیا کے مہذب قلوب کی تسخیر کر رہی ہے اور عملاً دنیا پر یہ واضح ہو رہا ہے۔ کہ اسلام تلوار سے کبھی نہیں پھیلا۔ ہمارا مشن دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے دارالحکومت میں مسلسل و متواتر سعید روحوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ غلام میں داخل کر رہا ہے۔ اخبارات میں اخویم محمد ساگر چند بیرسٹر ایٹ لا کا اعلان قبولیت اسلام شائع ہو چکا ہے۔ اب احباب یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ صاحب موصوف آجکل فوکسٹن میں چودھری فتح محمد سیال ایم۔ اے مبلغ اسلام کی معیت میں فرداً فرداً تبلیغ اور سوسائٹیوں میں صداقت اسلام پر تقریریں کر رہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں۔ کہ ؎ واہ رے تیرا زور صداقت خوب دکھلایا اثر ۔ ہو گیا ساگر نثار دین احمد سر بسر + ہفتہ رواں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نوجوان ذی علم چھ یورپین زبانوں کا بولنے والا روسی نژاد برطانوی مسلمان ہوا ہے۔ یہ نیک دل خدا کو خوش کرنے کا خواہشمند فاضل ہائیڈ پارک میں محبت کا نور بکھیرتا ہوا مبلغ اسلام قاضی عبد اللہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سے ۱۹۱۸ء میں پہلی مرتبہ ملاقی ہوا تھا اور اسوقت سے قاضی صاحب موصوف اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس کے زیر تبلیغ تھا۔ آخر ایک لطیف رویا کی بنا پر قاضی عبد اللہ صاحب پاور خاکسار کے سمجھانے سے دین حقہ میں داخل ہوا۔ اور سالومن فیتھ سے محمد سلمان فیتھ ہو گیا۔ الحمد للہ جناب مفتی صاحب لندن سے باہر سوتھ امپٹن میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور ایک انگریز ڈبلیو جے مارشل نام نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔ اسلامی نام یحییٰ رکھا گیا ہے۔ اللھم زد فزد اتوار کے جلسوں میں کلام الٰہی اور خدا کے نیچے مضامین پر خاکسار کے لیکچر کامیابی سے ہوئے۔

(عاجز عبد الرحیم نیر ۲۴ ستمبر ۱۹۱۹ء)

برادرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محولا بالا نومسلموں کی درخواستہائے بیعت حضرت کے حضور بھیج دی گئی ہیں۔ ان کی استقامت اور ہم سب کی صحت کے واسطے دعا کریں۔ بوجہ کثرت کام میں زیادہ خطوط نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے احباب محض میری رپورٹوں پر جو الفضل میں شائع ہونگی اکتفاء کریں۔ قاضی عبد اللہ صاحب اکتوبر میں یہاں سے انشاء اللہ روانہ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ ان کو وطن پہنچا دے۔ آمین

(خاکسار عبد الرحیم نیر دعاگو)

Digitized by Khilafat Library

دارالامان کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں ہر روز صبح کے وقت آپ درس قرآن دیتے ہیں۔

(۲) آپکا وہ عظیم الشان لیکچر جو مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی لاہور میں آپنے خلافت حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ پر دیا تھا۔ لکھا جا چکا ہے انشاء اللہ عنقریب چھپ جائیگا۔

(۳) آجکل مدرسہ احمدیہ کی بہتری کی تجاویز زیر غور ہیں۔

(۴) یہ خبر خوشی سے سنی جاویگی۔ کہ گورنمنٹ نے ایک کلاس عربی فارسی شاستری پڑھانے والوں کیلئے ٹریننگ کی جاری کی ہے۔ جسمیں قادیان سے مولوی محمد جی صاحب مولوی فاضل مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل داخل ہوئے ہیں۔

(۵) آج مرزا گل محمد صاحب کا خصاء حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے ہاں سے ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانبین کو یہ رشتہ مبارک کرے۔ آمین

(۶) حضرت خلیفۃ المسیح کی صاحبزادی صاحبہ اور حضرت ڈاکٹر صاحب اور مرزا صاحب

سفرنامہ زین العابدین سید ولی اللہ شاہ صاحب

Digitized by Khilafat Library

مکرم سید صاحب خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں کسی قسم کی معرفی کے محتاج نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں احباب سید صاحب کی وہ بے نظیر تقریر جو کہ آپ نے اپنے حالات کی نسبت فرمائی الفضل میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے اس سیاحت میں عجیب عجیب قسم کی واقفیتیں بہم پہنچائی ہیں۔ جو کہ شاہ صاحب اس سفرنامہ میں درج فرماوینگے۔ شاہ صاحب نے اپنے قیمتی سفرنامہ کو الحکم میں درج ہونیکے لئے عطا فرمایا ہے۔ جسکے لئے میں جناب شاہ صاحب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں احباب سے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ شاہ صاحب کی صحت اور عافیت کیلئے دعا فرماویں۔ تاکہ وہ ہر ہفتے الحکم میں سفرنامہ دے سکیں۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

ایفائے وعدہ احباب سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے سفر کے مفصل حالات اخبار میں درج کرونگا۔ اور اس وعدے کے پورا کرنیکا بہت سے احباب کی طرف سے مطالبہ ہوتا رہا ہے۔

چونکہ میں گذشتہ تین ماہ میں بیمار رہا ہوں۔ باوجود بڑی خواہش کے بالکل لکھنے کی توفیق نہیں ملی۔

اب اخویم مکرم ایڈیٹر صاحب الحکم کی تحریک کی بنا پر ہر ہفتہ اپنے سفر کے حالات شائع کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے ۔

روانگی آپ کو معلوم ہوگا کہ میں مکرم دوست شیخ عبدالرحمان کے ساتھ ۴ اگست ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے حکم سے بمبئی کو مصر جانے کے ارادے سے روانہ ہوا تھا۔ مصر پہنچکر اپنے حالات سفر اخبار الفضل میں درج کرائے تھے۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے ہرسویز تک پہنچنے کے حالات بتائے تھے۔

مگر اب میں پھر ان تمام حالات کو مفصل شروع کرتا ہوں ۔

بمبئی کا نظارہ اللہ تعالیٰ میرے نجات دہندہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ میں اپنی درد بھری داستاں سنانے کے لئے زندہ بچ گیا ہوں۔ بمبئی سے ہم جمعہ کے دن ۴ اگست ۱۹۱۳ء کو قریباً ساڑھے چھ بجے کلوپیڈا نامی جہاز پر سوار ہوئے اور جہاز تقریباً آٹھ بجے روانہ ہوا۔ رات بہت تاریک تھی۔ بمبئی کا بجلی سے روشن شہر نہایت ہی خوبصورت منظر دکھا رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ شہر ہزاروں ٹمٹماتے چراغ لیکر ہم سے دور بھاگ رہا ہے۔ دکھائی دیتا تھا کہ ایک کالا سیاہ قطعہ تاریکی فضاء میں لٹکا ہوا ہے۔ اور اسمیں ہزاروں لاکھوں جن ہاتھوں میں مشعلیں لئے ہوئے ناچ رہے ہیں۔ یا یہ کہ آسمان کا روشن سیاروں سے جگمگاتا ہوا ایک قطعہ دُور تاریکی میں چکر کھاتا ہوا ہم سے پرے ہٹ رہا ہے۔ اس نظارے نے مجھ پر ایک عجیب اثر پیدا کیا۔ اور میں اپنی جگہ سے اٹھ کر جہاز کے کنارے پر آ کھڑا ہوا۔ بھینی بھینی نسیم ہر ایک چیز کو تھپیڑے مار مار کر سلا رہی تھی۔ مجھ پر بھی ایک غنودگی کا عالم تھا۔ میں نے شیخ صاحب کو آہستہ اور غمگین آواز سے کہا کاش میں سمندر ہی میں پیدا ہوتا اور یہاں ہی پرورش پاتا۔

طوفان ابھی تھوڑی ہی دیر نہیں گزری تھی کہ کلتہ جہاز ادھر اُدھر ڈگمگانے لگا۔ مجھے ایک

چکر آیا۔ اور حواس باختہ ہو کر۔ تختہ جہاز پر گر پڑا۔ اور قے کرنی شروع کر دی۔ رات کی تاریکی آناً فاناً بڑھتی گئی۔ سمندر کی موجیں اچھلنے لگیں۔ اوپر سے بادل گرجے اور باد مخالف کے سخت جھونکوں نے تختہ جہاز میں اور بھی تنزل تنزل پیدا کر دیا۔ منظر نہایت ہی مہیب ہو گیا۔ ایسے پر خطر وقت میں ہماری جائے پناہ جہاز کا کھلا صحن تھا۔ جو متواتر راست و چپ لوفانی موجوں پر کروٹیں بدلتا اور مسافروں کو اِدھر سے اُدھر پھینکتا۔ میں تختہ جہاز پر چت لیٹا ہوا تھا۔ میرا جسم بے حس و حرکت تھا۔ دل تو اس سے بھی زیادہ سرد ہو رہا تھا۔

شیخ صاحب کی تلاش

جب مجھے ذرا ہوش آئی تو میں دیکھتا ہوں کہ میں تن تنہا ہوں۔ شیخ صاحب کا کوئی پتہ نہیں۔ اس لئے میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر مجھے کچھ کھانے کو دیا۔ میں نے ایک دو ہی لقمے کھائے تھے کہ کچھ طبیعت ٹھیرتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور شیخ صاحب کا فکر بھی دامن گیر ہوا۔ اپنے آپ کو گھسیٹتے گھساٹتے کر انکو اِدھر اُدھر تلاش کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھی ایک بے جان لاش کی طرح لیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے ہلا جلا کر آواز دی شیخ صاحب یہ کھا لیجئے آپ کو آرام آجائیگا۔ آپ نے سر ہلایا اور کہا کہ مجھے سخت تکلیف ہے۔ اور پھر مجھے بھی خبر نہیں کہ مجھے کیا ہوا۔

شیطان کا سیرت سے واسطہ

میرے قریب ایک شیطان سیرت اعرابی بیٹھا ہوا تھا اسنے بڑی سختی سے مجھے اپنے پاس سے اٹھا دیا۔ لیکن اٹھتے کے ساتھ ہی پھر گر پڑا۔ میں نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر گر پڑا۔ آخر میں فرش کے ساتھ ساتھ رینگ کر چلنے لگا۔ اور تھوڑی دور چلکر میں پھر گر پڑا۔ اب معلوم ہوتا تھا۔ کہ جہاز غوطے ہونے لگا ہے۔

طوفان کا نقشہ

سمندر پانی کو سماتا ہے معلوم نہیں ہوتا تھا اسکی موجیں اچھل اچھل کر ہم پر پڑنے لگیں۔ گویا کہ وہ ہمیں آپ کو تختہ جہاز میں انڈیلنے لگا ہے:

مسافروں کو حکم ہوا کہ وہ سب چھتری پر چلے جائیں میں بھی حکم کی تعمیل کیلئے مجبوراً اٹھا اور سیڑھیوں کے پاس پہنچکر بے ہوش گر پڑا۔ وہاں ابھی سرد پانی کے چھینٹے کھا ہی رہا تھا۔ کہ کسی نے ہاتھ سے پکڑ کر نیچے سے مجھے گھسیٹتا لٹکاتا اوپر لے گیا۔ اور کسی ایک جگہ مجھے پھینک دیا۔ اب میری کیا حالت تھی۔ یہ خیال کیجئے کہ ایک نہایت اونچا مینار ہو اور اسکے کنگرے پر آپ کھڑے ہوں۔ اور وہ مینار ایک طرف سے دوسری طرف کو یکایک جھکولے لینے لگے۔ تو جو آپ کی اس وقت حالت ہوگی۔ بعینہٖ وہی حالت میری تھی سمندر اور جہاز دونو وجد کی حالت میں تھے۔ اور بعض وقت مجھے یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ میرا سر مرکز عالم ہے۔ اور میرا جسم پرکار جو کہ اسکے ارد گرد لگاتار دائرے کھینچ رہا ہے۔ اور کبھی یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ میرا بدن رح کو کہیں فضاء میں چھوڑ کر سمندر کی عمیق تہ میں دفن ہونے کو نیچے جا رہا ہے۔ جونہی کہ جہاز سمندر کی موج کے ساتھ اوپر اوبھرتا تھا۔ تو مجھے خیال کیا یقین ہوتا تھا کہ اب میری روح کو ملک الموت عرش معلّٰے پر لیجا رہا ہے اور ابھی کسی آسمانی ٹھکانے پر پہنچنے کو امید نہیں ہوتی لگتی تھی۔ کہ یکدم مجھے جہاز سمیت موجوں کے اوتار کے ساتھ پیٹھ کے بل نیچے لا انتہا فضاء میں لے پھینکا جاتا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ میں نے اٹھ کر یونہی سمندر میں یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا ہو رہا ہے۔ سر اٹھایا اور فوراً خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔ میری آنکھوں کے سامنے ہو بہو یہ نقشہ جم گیا کہ بڑے بڑے موجوں کے پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں۔ اور ہمارا سمندر انکے درمیان۔ عمیق تاریک وادیوں میں

پھینکنے لگا ہے۔ اور بعض دفعہ مجھے یہ خیال آتا تھا کہ موجوں کے بڑے بڑے دیو ہیں۔ جو آج فٹ بال میچ کھیلنے کیلئے فوج فوج جمع ہوئے ہیں۔ اور گویا ہمارا جہاز انکے پاؤں میں ایک چھوٹا سا بال ہے۔ جونہی کہ کک کھا کر دوسری طرف پہنچتا ہے۔ اور ابھی گرتا ہی نہیں کہ ایک اور دوسری کک اسے لگتی ہے۔ اسی طرح یہ جہاز موج زن سمندر کی کھیل گاہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ گرتا پڑتا زور سے لڑھکتا اڑاتا ہوا لے جایا جا رہا ہے۔ ہماری یہ حالت تھی۔ اور ملاحوں کی یہ کہ نہایت بلند ستونوں کی چوٹیوں سے چمٹے ہوئے بڑے اطمینان سے اپنی اپنی قلابازیاں لگا رہے ہیں نہ کچھ ڈر ہے نہ گھبراہٹ بیس تفاوت تین چار دن بلا مبالغہ یہی کیفیت رہی۔ اور اسی اثناء میں مجھے کھانے کو کچھ نہ ملا۔ جب سمندر کا جوش کچھ کم ہوا اور مجھ کچھ ہوش آئی۔ تو میں نے دیکھا کہ شیخ صاحب کی طبیعت بحال ہے۔ یہ میرے لئے جہاز کے بہرے سے کچھ نارنگیاں خریدتے اور مجھے چسواتے آخر چھ دن گزرنے کے بعد خدا خدا کر کے طوفان کم ہوا اور ہم کو اپنی اصلی جگہ یعنی نیچے جانے کیلئے کہا مجھ میں قدم اٹھانے کی طاقت کہاں۔ دو آدمیوں کی مدد سے میں نیچے لایا گیا۔ میں نہ کھانے کی وجہ سے بالکل کمزور ہو گیا تھا۔ کیونکہ ہماری کھانے کی چیزیں جل گئیں یا سمندر بہا لے گیا۔

ایک شریف ہمدرد انسان یہاں ایک شریف آدمی نے میری حالت پر رحم کھایا۔ اور مجھے گرم چائے روٹی کا ٹکڑا اور شوربا دیا اور سویرے تک انہوں نے میرے کھانے کا خاص اہتمام کیا۔ کیونکہ ان کے ساتھ ان کا کنبہ بھی تھا یہ صاحب پشاور کے باشندے ہیں۔ ان کا نام نامی محمد عالم ہے۔ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا میں انکی ہمدردی کا مشکور ہوں۔ وہ غیر احمدی تھے۔ اور انکو یہ معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ہم قادیان سے ہیں۔ باوجود اسکے درد دل سے میری خدمت کی ؎

خدا کا شکریہ میرا دل خدا کے احسانات اور حمد سے بھرا ہوا ہے۔ مجھ پر خدا تعالیٰ کا فضل اور خاص فضل ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور یہ ایمان مجھے قادیان میں نازل ہونے والے پیارے امام کے طفیل میسر ہوا میں اپنے قلب پر ایمان رکھنے کے ساتھ اپنے آقا مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل اور ثانی کی محبت کا احساس پاتا ہوں ؎

عدن ہم آٹھ تاریخ کو عدن پہنچے اسوقت سمندر بالکل ساکن تھا۔ اور مجھ میں چلنے پھرنے کی طاقت بھی ہو گئی تھی۔ اور سمندر کو چاروں طرف سے دیکھنے کے لئے جہاز کی چھتری پر گیا۔ اب پھر مجھے یقین ہونے لگا۔ کہ سمندر کا نظارہ کچھ بہت ہی دلفریب ہے۔ باوجود ٹھنڈی ہوا چلنے کے گرمی قدرے سخت معلوم ہوتی تھی۔ اتنے میں شیخ صاحب تشریف لے آئے اور مختلف باتیں کرنے اور اپنی حالت پر ہنسنے لگے مجھے انہوں نے بعض مسافروں سے اپنی بھتیجوں کا ذکر بتلایا۔ چنانچہ مجھے انہوں نے بتلایا۔ کہ انہوں نے ایک اٹلی کے باشندے سے اسلام کے متعلق بحث کی ہے۔ اور الحمد للہ کہ اسے بہت کچھ تسلی ہو گئی ہے۔ اور وہ معلوم نہ تھا۔ کہ کل اگر کہینگے کہ وہ تو بڑا خبیث ہے۔ بڑی نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہے۔ شیخ صاحب کو اپنے بستر علالت سے اٹھنے کو چنداں دیری نہ ہوئی تھی

کہ آپکو تبلیغ کا شوق کودا اور ہر ایک مسافر کے پاس جاکر کسی کو وعظ کر رہے ہیں۔ اور کسی سے مباحثہ پر۔

لطیفہ مجھے ایک اور لطیفہ یاد آیا کہ چھتری پر بیٹھے ہوئے ابھی ہمیں بہت دیر نہ ہوئی تھی کہ گرمی کی شدت ہمیں اور بھی زیادہ محسوس ہوئی شیخ صاحب نے ذرا بیقراری ظاہر کرکے فرمایا۔ "اوہو" معلوم ہوتا ہے۔ کہ وقت بہت ہو گیا ہے۔ اور جب گھڑی نکالی تو ابھی ساڑھے دس ہی تھے۔ مجھے شیخ صاحب کے گھڑی درست کرنے کے ارادے پر ہنسی آئی میں نے بھی کہ دیا کہ جاکر درست کرآیئے گھڑی بیچاری تو بالکل درست تھی۔ لیکن یہ یاد نہ رہا کہ ہم خط استوا کے ذرا قریب آپہنچے ہیں۔ جسکی وجہ سے گرمی تیز ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہم نے خود دس بجکر جغرافیے کے یاد کرنے پر کافی محنت کی تھی مگر وہ وقت پر کام نہ آیا۔ اور ایسا ہی یہ کوئی ہمارے ساتھ مخصوص نہ تھا۔ اور نہ ہی کوئی جغرافیے کے سبقوں کے ساتھ بلکہ دوسروں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ جیسا کہ میں آگے اپنے سفروں میں مفصل بیان کروں گا۔

نعت

مسیحا تجھے باصفا دیکھتا ہوں
تجھے میں حبیب خدا دیکھتا ہوں

یقیناً تو ہے عیسیٰ ابن مریم
تجھے موسیٰ و مصطفےٰ دیکھتا ہوں

خدا نے تجھے ہے بنایا مسیحا
محمدؐ کے دیں کا عصا دیکھتا ہوں

تیری شکل میں ملکل احمد عیاں ہے
تجھے احمدی آئینہ دیکھتا ہوں

گلا رگاؤ دو یہ امت کی ناؤ
کہ بیڑا بھنور میں پڑا دیکھتا ہوں

بھٹکے ہوؤں کو ہے تیری صورت سے شاہ انکا لو
خدا را بتا دو مجھے راہ سیدھی

گئے بھول کر ہیں کہاں سے کہاں ہم
تیری شکل میں ہر دو عالم میں شاہا

میں دنیا کی اس بے ثباتی سو اشرف

کہ تجھکو ہی میں ناخدا دیکھتا ہوں
تجھے رہبر دو سرا دیکھتا ہوں

راہ راست گم ہو گیا دیکھتا ہوں
نہیں کوئی اب دوسرا دیکھتا ہوں

اسے ایک جہاں سرا دیکھتا ہوں

Digitized by Khilafat Library

مخاطب پیغامی کو

تمہیں جب سے ہوئی محمود احمد سے عداوت ہے
اٹھائی تم نے ذلت ہے پڑی لعنت پہ لعنت ہے

تمہاری اس عداوت نے بنائی کیسی درگت ہے
ذرا ایمان سے کہنا! کہاں پہلی سی عزت ہے

سبق حاصل نہ تم نے کچھ کیا آدم کی بعثت سے
جبھی تو ہر کوئی تم میں بنا ابلیس فطرت ہے

نظر آتے ہیں بادل تمپہ ادبار و مذلت کے
برستی دیکھ لو محمود پہ باران رحمت ہے

خدا کے واسطے توبہ کرو آجاؤ پھر واپس
یہی کافی ہے اب تک جو اٹھائی تم نے ذلت ہے

چلے آؤ اگر ہو عاقبت محمود کے خواہاں
یہ مانا ہم نے کچھ دلیں تمہارے اب خلافت ہے

یہ ارشاد مسیحا تھا ہوا جو وقت پہ پورا
یہی موعود ہے محمود جسکی اب خلافت ہے

تعصب کا جو پردہ آنکھ پر ہے وہ اٹھا دو تم
نظر آئیگا پھر محمود جسکی پاک سیرت ہے

نبی کے جو خلیفہ کی کرے عزت دل و جاں سے
خدا کے فضل سے اشرف اسے ملتی ہدایت ہے

خاکسار محمد علی خان اشرف ہیڈ ماسٹر مڈل
سکول تاندلیانوالہ

حالات زمانہ و ضرورتِ مصلح

(از قلم حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب۔ بی۔ اے)

یہ مضمون حضرت مولانا مولوی صاحب کا ایک مدت کا لکھا ہوا اب کاغذات میں مل گیا ہے۔ لہذا ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

جب زمانہ پر بہیئت مجموعی نظر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا اس سفلی زندگی کے فکر میں شب و روز مصروف ہے۔ ہر ایک اس کوشش میں ہے۔ اور اپنے سارے اوقات کو اس سعی میں صرف کر رہا ہے۔ کہ دنیاوی آرام اور عیش کے اسباب کو جمع کرے۔ مگر اسکی تقسیم اوقات میں کوئی حصہ زادِ آخرت کے بہم پہنچانے کے لئے خالی نہیں رکھا گیا۔ سو ایسے وقت میں ضروری تھا کہ دنیا میں ایک مصلح ظہور فرماتا کہ انکو جو یکبہت اور یک رُخ ہو کر دنیا میں غرق ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کی طرف توجہ دلائے اور ان پر ظاہر کرے کہ ہماری کامیابی صرف دنیاوی آرام اور جسمانی عیش کے حصول تک ہی محدود نہیں بلکہ حقیقی کامیابی اس امر میں ہے۔ کہ ابدالآباد کیلئے روحانی آرام حاصل ہو:۔

مسیح کی انیسویں صدی میں جبکہ لوگ ہر ایک دنیاوی شاخ میں اپنی ترقی کو انتہا تک پہنچا چکے ہیں۔ ضروری تھا۔ کہ روحانیات کا الٰہی سلسلہ بھی اپنے پورے جلال کے ساتھ ظاہر ہوتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسباب پرستی دہریت تک نوبت پہنچاتی اور خدا تعالیٰ کی ہستی میں شکوک پیدا ہوتے۔ ان لوگوں کے علاوہ جو صرف دنیا میں مصروف ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو مختلف مذاہب کے واعظ اور پیشرو ہونے کے مدعی ہیں۔ جنمیں سے بڑے عظیم الشان یہ ہیں۔ مسلمان مولوی اور سجادہ نشین۔ عیسائی پادری۔ اور ہندو برہمن

مسلمان مولوی جنکو چاہئے تھا۔ کہ تقویٰ و طہارت میں نمونہ بنتے۔ اور اپنے اعتقادات اور معاملات میں اسلام نما ہوتے۔ وہ اسکے برخلاف اپنے متبعین عوام سے بھی زیادہ نیچے گرے ہوئے ہیں۔ چند کتابی اوراق کے نشہ نے ان کے اندر سے اس فطرتی خدا کے خوف کو بھی نکالدیا ہے۔ جو عوام میں پایا جاتا ہے۔ وہ ہر ایک شرارت کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ اور اسکی تائید میں بددیانتی سے قال اللہ و قال الرسول کو پیش کرنیکی کوشش کرکے اپنے جرم کی شدت کو اور بھی بڑھا دیتے ہیں۔ جھوٹ۔ طمع غداری۔ دغابازی۔ بددیانتی۔ بخل۔ حسد۔ کینہ غضب۔ غرض کوئی خلق ذمیمہ اور عمل بد نہیں جس کا ارتکاب ان کے لئے حلوائے شکر سے زیادہ خوشگوار نہ ہو۔ ان کی عبادتیں محض ریاکاری کی ہوتی ہیں نمازیں خلوص اور خشوع سے خالی اور نکمی ٹکریں ہوتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ:۔

ان کے فتاوٰی کی بنا نفس پرستی پر ہوتی ہے۔ اور شریعت نبوی کو انہوں نے موم کی ناک بنا رکھا ہے جدھر چاہا موڑ دیا۔ غرض اپنے ہر ایک حرکت و سکون سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا مصداق بنتے ہیں کہ ایک زمانہ میں علماء بدترین مخلوقات ہونگے۔ الا ماشاء اللہ

گدی نشین بدعت و اختراع کی گدیاں بچھلوہ گر ہیں۔ ان کا کوئی طریقہ اور عمل اسلام اور قرآن شریف کے پاک اور سادہ اصول کے مطابق نہیں ان کی تعلیموں اور بناوٹی قصوں نے اسلامی روشنی

کو مخفی اور پوشیدہ کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اُن کی صحبت کا فیضیاب نبوت کے سلسلہ کو سمجھنے کیلئے سخت کند ذہن ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لومڑیوں کی طرح گوشہ گزیں ہو کر ہمدردی اسلام سے ناآشنا ہیں۔ اور اسلام کی تائید میں زبان اور قلم کو ہلا نہیں سکتے اِدھر تو حامیان اسلام کی کمزوری اور ناتوانی حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ اُدھر دشمنوں کی ایک فوج جنگ کے ہر ایک ہتھیار سے مسلح اور فنون جنگ سے ماہر اسلامی عمارت کے گرانے کے لئے ظاہر ہوئی۔ انہوں نے اپنے سپاہیوں کو گاؤں گاؤں اور گھر گھر میں بھیجا۔ اور اضلال کے کسی حیلہ کو فروگذاشت نہ کیا۔ دجل اور زہر سے بھری ہوئی کتابیں اور سید المعصومین علیہ وعلیٰ امامنا الف الف صلوات پر ہزارہا خوفناک حملوں سے بھرے ہوئے رسالوں کو انہوں نے بچے بچے کے ہاتھوں میں رکھا۔ بھوکوں روپیہ کا لالچ دیا۔ بچوں اور جوانوں کے لئے کالج کھولے۔ یتیموں کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالنے کیلئے یتیم خانے کھولے۔ مریضوں کو کفر کی مرض خبیثہ میں مبتلا کرنے کیلئے شفاء خانوں کی بنا ڈالی۔ گھروں میں نقاشت فی العقد بھیجیں۔ صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا کہ اپنے کالجوں اور مدارس کی تعلیم کے زہریلے اثر کو طالبعلموں کے رگ و ریشہ میں پہنچایا اور انکو کئی مہلک بیماریوں میں مبتلاء کر دیا۔ بلکہ جب وہ ان کے کالجوں سے رخصت ہوتے ہیں۔ اس کے بعد بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اور انجمنیں قائم کر کے ان کی سال بسال دعوتیں کرتے ہیں۔ غرض ان لوگوں نے گمراہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

ان کی معاونت میں اسلام کے برخلاف کئی اور گروہ ظاہر ہوئے۔ مثلاً فلاسفروں کا گروہ۔ جنکی تحریں ایک مخفی زہر کا اثر رکھتی ہیں۔ اور اسلامی اعتقادات پر بوجہ ناواقفیت اصول کے سخت برا اثر ڈالتی ہیں۔ ان تحریروں نے ہزاروں کے اندرونوں کو ناپاک کر دیا۔ اور دوہریت تک پہنچایا (اللّٰھم اعصم عبادک من سموم بیانہم)۔

اسی طرح ان دجالوں کی تائید میں کئی اور گروہ اٹھ کھڑے ہوئے مثلاً آریوں کا فرقہ جو باوجود نہایت گندے عقائد رکھنے کے پادریوں کی دیکھا دیکھی اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پر بے حیائی اور جہالت سے حملے کرنے شروع کر دیتے ہیں۔

اِن سب حملوں کے مقابل پر کھڑا ہونیوالا مسلمانوں میں سے کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ بعض بسبب اپنی جہالت اور کم علمی کے بجائے تائید اسلام کے الٹا اپنی جہالت کو ظاہر کر کے اور اسلامی اصول کی ناواقفیت کی وجہ سے نقصان پہنچاتے تھے۔ اور بعض جو تہذیب اور علمیت کے مدعی تھے اعتراضات کا جواب دیتے وقت بات بات پر یورپ کے قدموں پر گر پڑتے گئے۔ اور انکی ہر ایک بات کو قبول کر کے اسلامی عقائد سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی سو اس مصیبت کے وقت میں چاہئے تھا کہ اسلام کی حمایت کا ضامن اپنا ایک برگزیدہ ان مفاسد اندرونی و بیرونی کی اصلاح کیلئے مبعوث فرماتا۔ علاوہ ازیں بسبب بعد زمانہ نبوت لوگوں نے مکالمہ الٰہی اور الہام اور معجزات کا مشاہدہ نہ کرنے کی وجہ سے ان سب امور سے انکار کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور سمجھ لیا تھا۔ کہ اب ان سب باتوں کے دروازے ہمیشہ کیلئے بند ہیں۔ اور کوئی ان کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا اور ہر ایک لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے منکر ہو گئے تھے اور دوسروں کے ایمان بھی کمزور ہو گئے تھے۔ سو اس دنیاوی ترقی کے زمانہ میں چاہئے تھا۔ کہ خدا تعالیٰ ان سب امور کا عملی طور پر مشاہدہ کرا کر ان سارے شبہات کو دور کرتا اور لوگوں کے ایمانوں کو تازہ کرتا اور زمین تینوں قسم کے ظلموں سے پُر ہو گئی تھی۔ چاہئے تھا کہ خدا تعالیٰ